www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



غازی عزیر، انجینئر
(سعودی عرب)

حدیث وسنت

(قسط : ۲)

# قرآن وسنت کا باہمی تعلق

## قرآن کی روشنی میں باعتبارِ مضمون، احادیث کی قسمیں

امام شافعیؒ نے احادیث وسنن کی باعتبار مضمون قرآن صرف تین قسمیں بیان کی ہیں :

۱۔ "وہ جو بعینہ قرآن کریم میں مذکور ہیں

۲۔ وہ جو قرآن کے مجمل احکام کی تشریح کرتی ہیں

۳۔ وہ جن کا ذکر بظاہر قرآن میں نہ تفصیلا موجود ہے اور نہ اجمالا" (۳۸)

آخر الذکر اس تیسری قسم کے متعلق امام شافعیؒ نے علماء کرام کے چار اقوال نقل کیے ہیں جن کا تذکرہ ان شاء اللہ آگے ہوگا۔

امام ابن تیمیہؒ نے بھی سنت کی تین قسمیں ہی بیان کی ہیں، جو حسب ذیل ہیں :

"۱۔ وہ سنتِ متواترہ جو ظاہر قرآن کے خلاف نہ ہو بلکہ اس کی مفسر ہو مثلا نمازوں کی تعداد، یا زکوٰۃ کا نصاب یا حج کے ارکان وغیرہ۔ اس طرح کے دوسرے احکام سنت ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اور علماءِ اسلام کا ان کے بارے میں اجماع ہے، یہ قرآن کا تتمہ اور تکملہ ہیں۔ پس جو ان کی حجیت کا انکار کرتا ہے، وہ علم دین کا انکار کرتا ہے، رکن اسلام کو منہدم کرتا ہے اور اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکتا ہے۔

۲۔ ایسی سنت متواترہ جو قرآن کی تفسیر نہیں کرتی، نہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے، لیکن ایسے حکم کو بتاتی ہے جو قرآن میں صراحۃً مذکور نہیں ہے، جیسے زانی کے لیے (جبکہ شادی شدہ ہو) سنگسار کی سزا یا نصابِ سرقہ کی تعیین۔ تمام سلف امت اس قسم کی سنت پر بھی عمل ضروری سمجھتے ہیں، سوائے خوارج کے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



۳۔ رسول اللہ ﷺ سے تواتر سے مروی سنتیں، تلقی بالقبول کی حیثیت سے پایہ کہ ثقات نے ان کو روایت کیا ہے۔ ان کے بارے میں بھی اہل علم فقہ وحدیث وتصوف کا اتفاق ہے کہ ایسی حدیثیں قابل قبول ہیں اور ان کی اتباع واجب ہے۔"(۳۹)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"سنت کا قرآن کے ساتھ تین طرح کا تعلق ہو سکتا ہے: پہلا تعلق یہ کہ سنت ہر طرح سے قرآن کے موافق ہو، دوسرا تعلق یہ کہ سنت قرآن کی مراد ومنشاء کو بیان کرتی ہو، اور تیسرا تعلق یہ کہ سنت ایسے حکم پر دلالت کرتی ہو جس سے قرآن خاموش ہے، ......الخ"

جناب امین احسن اصلاحی صاحب کے معتمدِ خصوصی اور دبستانِ فراہی کے ترجمان، جناب خالد مسعود صاحب نے "احکام رسول کا قرآن مجید سے استنباط" کے زیرِ عنوان افاداتِ فراہی کو مرتب کرتے ہوئے احکام رسول کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۔ پہلی قسم، وہ احکام جن کے بارے میں حضور ﷺ نے صراحت فرمائی کہ وہ کتاب اللہ سے مستنبط ہیں حالانکہ ظاہر کتاب کی نص میں وہ حکم موجود نہیں، گویا وہ حکم مستنبط ٹھہرے اور حضور ﷺ کے فرض تبیین کے مطابق ہیں۔ ان احکام میں اصل وفروع پر غور کر کے ان کے استنباط کا پہلو معلوم کرنا دشوار نہیں ہوتا۔

۲۔ دوسری قسم، وہ احکام جن کے متعلق حضور ﷺ نے خود صراحت نہیں فرمائی، مگر قرآن سے ان کے استنباط کا پہلو کلام کی دلالتوں کے ایک عارف پر ظاہر ہے۔ پس ایک تو یہ حکم قرآن سے ماخوذ ہونے کی بنا پر صحت سے قریب تر ہوتا ہے اور خدا نے نص کتاب کی روشنی میں فیصلہ کرنے کا حکم بھی دیا ہے، دوسرے رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ کتاب اللہ کو سمجھنے والے تھے، آپ ﷺ کے لیے یہ کیسے ممکن تھا کہ جس معاملہ کے بعض پہلوؤں کا اشارہ کتاب اللہ میں موجود ہو اس کا کتاب کی روشنی کے بغیر فیصلہ کریں۔ تیسرے عرب قوم کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ کلام کے اشارات کنایات کو خوب سمجھنے والے تھے اور حضور کو چونکہ نور و ہدایت اور بصیرت خدا کی طرف سے حاصل تھی اس لیے آپ اس معاملہ میں سب سے زیادہ ذکی تھے۔

۳۔ تیسری قسم، وہ احکام جن کے متعلق قرآن میں کوئی نص وارد نہیں، البتہ وہ اس اضافہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



کا متحمل ہے۔ایسے احکام میں ہم سنت کو مستقل اصل قرار دیں گے، کیونکہ ہمیں اطاعت رسول کا عام حکم دیا گیا ہے اور رسول ﷺ کا حکم یکساں طور پر پراز حکمت ہوتا ہے، خواہ وہ کتاب اللہ کی بنیاد پر ہو یا اس نور و حکمت کے مطابق ہو جس سے خدا نے آپ کا سینہ بھر دیا تھا...... اس اعتبار سے حضور ﷺ کے احکام کی تیسری قسم بھی حقیقت میں قرآن سے ماخوذ ہے۔

یہ تین قسمیں حضور ﷺ کے احکام کی واقعی قسمیں ہوئیں۔

۴۔ چوتھی قسم، ان احکام پر مبنی ہے، جو کتاب اللہ سے زائد ہیں اور کتاب ان کی متحمل نہیں۔

۵۔ پانچویں قسم، ان احکام پر مشتمل ہے جو قرآن کے مخالف ہیں۔

یہ آخری دونوں قسمیں فرضی ہیں، جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں کیوں کہ ان سے قرآن کا جلی یا خفی نسخ لازم آتا ہے۔ علماء کے درمیان جو اختلاف ہوا ہے، وہ انہی احکام میں ہوا ہے، لیکن یہ احکام گنے چنے ہیں...... الخ" (۴۰)

مندرجہ بالا افاداتِ فراہی پر تبصرہ کرنے سے قبل ہم قرآنی مطالب کو سامنے رکھتے ہوئے مضمون کے اعتبار سے احادیث کی مندرجہ بالا اقسام کا تذکرہ کریں گے۔ ہمارے نزدیک احادیث کی زیادہ سے زیادہ چار قسمیں ہو سکتی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

## قرآنی آیات کی موافق یا مترادف احادیث

ایسی احادیث جو قرآنی آیات کے الفاظ اور ان کی مخصوص ترتیب کے اعتبار سے اگرچہ مختلف ہوں مگر معنوی اعتبار سے دونوں میں پوری مطابقت و یکسانیت پائی جاتی ہو۔ایسی احادیث قرآن سے ہم آہنگ ہونے کے باعث اس کی تائید و حمایت کرتی ہیں۔ بنیادی عقائد اور اخلاق سے متعلق بہت سی روایات قرآنی آیات سے ملتے جلتے مضامین پر مشتمل ہیں، لہٰذا احادیث کی اس قسم کے ذیل میں آتی ہیں، مثلاً

ا۔ ارشادِ الٰہی ہوتا ہے :﴿ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلاَ تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ﴾ (۴۱)

یعنی "اور یہی میرا سیدھا رستہ ہے پس تم اسی راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ راہیں تم

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے"۔

تقریباً یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک حدیث میں یوں مروی ہے:

" خَطَّ لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطا ثم قال: هذا سبيل الله ثم خَطَّ خطوطا عن يمينه وشماله وقال: هذا سبل، على كل سبيل منها شيطان يدعوا إليه وقرأ: وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ "

یعنی "رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس لکیر کے دائیں بائیں چند لکیریں اور کھینچیں اور فرمایا کہ یہ (غیر اللہ کے) راستے ہیں۔ ان راستوں میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ (۴۲)

تقریباً یہی مضمون ایک اور حدیث میں حضرت حذیفہؓ سے یوں مروی ہے:

"يا معشر القراء استقيموا فقد سبقتم سبقا بعيدا فإن أخذتم يمينا وشمالا لقد ضللتم ضلالاً بعيدا" (۴۳)

۲۔ قتل اولاد کے سلسلہ میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ﴾ (۴۴) یعنی "اپنی اولاد کو ناداری کے خدشہ سے قتل نہ کرو"

اسی طرح شرک اور زنا کو قرآن میں بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، پس ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (۴۵) یعنی "اور جس شخص کے (قتل کو) اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق سے اور وہ زنا نہیں کرتے"

اور ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ﴾ (۴۶)

یعنی "آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی"

اور ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾ (۴۷) یعنی "اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے"۔



© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



اور ﴿يٰبُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (۴۸) یعنی "اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے"

اور ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ﴾ (۴۹)

یعنی "اور یہ جو کچھ پیچھے پڑے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے"

اور ﴿وَلاَ تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَخْذُوْلاً﴾ (۵۰)

یعنی "اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنا ورنہ تو بدحال بے مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا"

اور ﴿وَلاَ تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَدْحُوْرًا﴾ (۵۱)

یعنی "اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

اور ﴿فَلاَ تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ﴾ (۵۲)

یعنی "پس تم اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا کہ مبادا تم پڑو عذاب میں"

اور ﴿الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ﴾ (۵۳)

یعنی "جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو"

مذکورہ بالا آیات میں جو مضمون مذکور ہے تقریباً وہی مندرجہ ذیل حدیث میں بھی مروی ہے :

عن عبد الله بن مسعود قال قال رجل یا رسول الله ای الذنب اکبر عند الله قال: ان تدعو لله ندا وهو خلقك قال: ثم أی قال: ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قال: ثم أی قال أن تزنی حليلة جارك فانزل الله تصديقها ﴿وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلاَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَلاَ يَزْنُوْنَ﴾ (۵۴)

"حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کے لیے شریک ٹھہراؤ حالانکہ وہ تمہارا خالق ہے۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون سا گناہ؟ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ ان ارشادات نبوی کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی: اور جو اللہ کے ساتھ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے الا یہ کہ کسی حق کی بنا پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں"

۳۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے ﴿لاَ تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾(۵۵) یعنی "آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ" تقریباً یہی مضمون ایک حدیث میں یوں وارد ہوا ہے: کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے"

۴۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ﴾(۵۶) یعنی "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

ٹھیک یہی مضمون حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث میں یوں مروی ہے: "من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله"(۵۷) یعنی "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی"

اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ کی ایک طویل حدیث میں بھی مروی ہے: "والداعي محمد ﷺ فمن اطاع محمدا ﷺ فقد اطاع الله ومن عصى محمدا ﷺ فقد عصى الله"(۵۸)

۵۔ اسی طرح سورۃ الکہف میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ صحیح البخاری کی ایک حدیث میں مذکور ہے۔

اگر قرآنی آیات سے مطابقت رکھنے والی اس نوع کی احادیث تلاش کی جائیں تو حدیث کی امہات الکتب کی (کتاب الایمان، کتاب النفاق اور کتاب الکبائر وغیرہ) میں ایسی روایات کی کافی تعداد بہ آسانی مل جائے گی۔ جناب خالد مسعود صاحب کی تقسیم کے مطابق یہ حدیث کی دوسری قسم ہے۔ ایسی روایات کے متعلق آں جناب اپنے ایک مضمون: "حدیث وسنت کی تحقیق کا فراہی منہاج" میں جناب حمید الدین فراہی صاحب کا نقطہ نظر یوں بیان کرتے ہیں:

> "سورہ نساء کی آیت ۱۰۵ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰكَ اللّٰهُ﴾ کی روشنی میں مولانا فراہی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس معاملہ میں کوئی حکم موجود ہوتا نبی ﷺ مامور تھے کہ اسی کی روشنی میں فیصلہ فرماتے۔ یہ جائز نہ تھا کہ آپ کتاب اللہ کی رہنمائی کے بغیر کوئی فیصلہ کردیں۔ چنانچہ احکام کی بہت سے حدیثیں آیاتِ قرآنی سے ماخوذ ومستنبط ہیں۔ وہ قرآن پر اضافہ نہیں کرتیں بلکہ کسی ایسے گہرے معاملہ کی تصریح کردیتی ہیں جو

© rasailojaraid.com


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



اگرچہ قرآن کی آیت میں موجود تھا لیکن تدبر نہ کرنے والے پر مخفی رہ سکتا تھا... مولانا پورے اطمینان سے لکھتے ہیں کہ مجھے احکام کی بیشتر احادیث کی بنیاد قرآن میں تلاش کرنے میں کامیابی ہوئی ہے۔ اس کی مزید وضاحت وہ یوں کرتے ہیں کہ بسا اوقات حضور ﷺ خود اس بات کی تصریح فرمادیا کرتے کہ میرا یہ حکم فلاں آیت سے ماخوذ ہے۔ جہاں آپ نے اس طرح کی وضاحت نہیں فرمائی وہاں غور وتدبر سے معلوم ہوجاتا ہے کہ آپ نے کن آیات کی روشنی میں کوئی حکم دیا... الخ"۔ (۵۹)

## (۲) قرآنی آیات کی شارح احادیث

ایسی احادیث جو قرآنی اجمال کی تفصیل وتشریح، اس کے عموم کی تخصیص، اس کے مطلب ومعنی کی تعیین اور واقعاتی پس منظر کی وضاحت کرتی ہیں۔ ان احادیث میں قرآنی آیات سے زائد مضمون پایا جاتا ہے، مثلاً

۱۔ ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَوْقُوْتًا﴾ (۶۰) یعنی مومنوں پر مقررہ اوقات پر نماز پڑھنا فرض ہے اس آیت میں صرف مقررہ اوقات پر نماز پڑھنے کی فرضیت بیان ہوئی ہے لیکن ان مقررہ اوقات کی تفصیل وکیفیت نامعلوم ہے۔ اس لیے لامحالہ ان احادیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جن میں نماز کے اوقات وغیرہ کی تفصیلات مذکور ہیں۔ یہ تفصیل قرآن کے احکام سے زائد کوئی چیز نہیں بلکہ اس اجمال کی شرح ہے۔

۲۔ ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (۶۱) یعنی نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو.... قرآن کا یہ حکم بھی مجمل ہے۔ نماز قائم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ رکعات کی تعداد کتنی ہے؟ اس کے وظائف وآداب کیا ہیں؟ اس کے اوقات کیا ہیں؟ اور اس کی کیفیت کیا ہو؟ اسی طرح زکوۃ کس پر فرض ہے؟ کس طرح، کس کو اور کتنی ادا کی جائے؟ ان سب چیزوں کی تفصیل قرآن میں مذکور نہیں ہے۔

۳۔ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (۶۲) اور ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ (۶۳) میں روزہ اور سحور کے جملہ احکام ومسائل کی تفاصیل مذکور نہیں ہیں۔

۴۔ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (۶۴) ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ﴾ (۶۵) اور ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (۶۶) میں حج کے احکام ومسائل کی تفصیل مذکور نہیں ہے۔

۵۔ ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (۶۷) اور ﴿إِنَّ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



﴿اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقٰتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ﴾ (۶۸) میں جہادی جزئیات کی کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے۔

اس بارے میں مشہور محدث امام مروزیؒ فرماتے ہیں:

"میں نے تمام اصول و فرائض مثلاً نماز، زکاۃ، روزہ، حج، اور جہاد کو پایا ہے کہ ان کی تفسیر کا جاننا یا ان کو اداء کرنا یا ان پر عمل کرنا ممکن ہے الا یہ کہ ان کی تفسیر اور کیفیت نبی ﷺ کے ذریعہ معلوم ہو" (۷۰)

لہٰذا تفاصیل کی حامل ایسی تمام احادیث کو آیت ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ کے تحت "قرآنی آیات کی شارح احادیث" کی قسم کے تحت ہی شمار کیا جائے گا۔ یہ احادیث ان احکام قرآن کی کیوں کر شارح ہیں، اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

"آیت: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ﴾ الخ۔ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ مجملات قرآن کے مبین اور اس کی مشکلات کے مفسر تھے۔ آپؐ کا بیان اور آپ کی تفسیر صرف احادیث کی صورت ہی میں موجود ہے، لہٰذا ہر حدیث جو نماز کے بارے میں وارد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ کی تفسیر ہے، اسی طرح ہر حدیث جو زکوٰۃ کے بارے میں وارد ہے وہ ارشادِ الٰہی ﴿وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ کا بیان اور اس کی تفسیر ہے، اسی طرح ہر حدیث جو روزے کے بارے میں وارد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ کا بیان و تفسیر ہے، اور ہر وہ حدیث جو حج کے بارے میں وارد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ کا بیان و تفسیر ہے...... پس معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا مجملات قرآن کا بیان اور اس کی مشکلات کی تفسیر کو قبول کرنا اور اس کے مقتضی کے بموجب عمل کرنا ہم پر واجب ہے۔ پس احادیث نبوی ﷺ واجب الاخذ والعمل قرار پائیں کیونکہ وہ تمام کی تمام کتاب اللہ کا بیان و تفسیر ہی تو ہیں" (۷۱)

ذیل میں قرآنی آیات کی شارح بعض احادیث کی مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ قرآن کریم میں حکم ہے: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



الْمَرَافِقِ﴾ (۷۲) یعنی "جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو" اس آیت میں وضو کا حکم مذکور ہے لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں اور اس بات کی قطعی صراحت نہیں کرتے کہ نماز پڑھنے سے قبل ہر نمازی وضو کرے خواہ وہ پہلے سے باوضو ہی ہو یا صرف بے وضو شخص ہی وضو کرے لیکن اس بارے میں وارد حدیث اس مجمل قرآنی حکم کی یوں شرح کرتی ہے کہ باوضو شخص کے لیے تجدید وضو ضروری نہیں، لیکن کر لینا اضافی اجر کا سبب ہے۔ اس آیت کے متعلق قاضی ابوبکر الجصاص" فرماتے ہیں:

"ظاهر الآية يقتضي وجوب الطهارة بعد القيام الى الصلوة ......الخ" (۷۳)

یعنی "اس آیت کا ظاہر اس بات کا متقاضی ہے کہ جب نماز کے لیے اٹھے تو وضو کرے۔"

لیکن یہ عمومی حکم اس بارے میں وارد خبر واحد کی بنا پر خاص ہو گیا کہ اگر سو کر اٹھے، یا بے وضو ہو اور نماز کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسی حالتوں میں وضو کرے۔ اگر پہلے سے وضو کیا ہو تو دوبارہ وضو کرنا باتفاق ائمہ اربعہ ضروری نہیں ہے۔ قاضی ابوبکرؒ نہایت صراحت کے ساتھ مزید فرماتے ہیں:

"انه بمنزلة المجمل المفتقر الى البيان لا يصح الاحتجاج بعمومه......الخ" (۷۴)

یعنی "یہ آیت بمنزلہ مجمل ہے جو محتاج بیان ہے، اسکے عموم سے استدلال صحیح نہیں"

۲۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۷۵) یعنی "پس اگر طلاق دے دو تو وہ عورت دوبارہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک کہ ایک اور خاوند سے نکاح نہ کرلے" اس آیت میں طلاق کے بعد عورت کے دوبارہ اسی مرد کے لیے حلال ہونے کی شرط تو مذکور ہے لیکن اس امر کی کوئی تفصیل مذکور نہیں کہ محض ایجاب و قبول سے ہی اس نکاح کی شرط پوری ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مگر اس بارے میں جو حدیث وارد ہے وہ اس امر کی تعیین کرتی ہے کہ اس نکاح سے مراد زوجین کا آپس میں جنسی تعلق بھی قائم کرنا ہے چنانچہ اس قسم کے ایک واقعہ میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا: "حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول" (۷۶)

۳۔ اسی طرح قرآن کی آیت ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمٰى﴾ (۷۷) یعنی "پیشانی پر بل ڈالا اور رخ پھیر لیا، اس بناء پر کہ اس کے پاس نابینا آیا تھا"...... میں یہ صراحت موجود نہیں ہے کہ کس نے پیشانی پر بل ڈالا اور رخ پھیر لیا؟ اور آنے والا نابینا شخص کون تھا؟ حالانکہ حدیث نبوی ﷺ میں ان چیزوں کی پوری تفصیل موجود ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ ابن مکتومؓ) کی مداخلت

© rasailojaraid.com


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


پر اس ناگواری کا اظہار فرمایا تھا۔

۴۔ قرآن کی آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ (۷۸) یعنی ''اور ان تینوں شخصوں کے معاملہ پر بھی توجہ کی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ رکھا تھا''...... میں اس بات کی صراحت نہیں ملتی کہ وہ تین اشخاص کون تھے؟ کس باعث ان کا معاملہ چھوڑ رکھا تھا؟ اور کس نے ان پر توجہ کی؟ وغیرہ...... لیکن ان تمام چیزوں کے واقعاتی پس منظر ہمیں حدیث میں مل جاتے ہیں۔

۵۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ (۷۹) یعنی ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے''...... اس آیت میں لغوی اعتبار سے کوئی تخصیص نہیں پائی جاتی کہ وہ مقدار تھوڑی ہے یا زیادہ، لیکن جب حضرت عمرؓ نے یہ سوال نبی ﷺ سے کیا، تو آپ نے فرمایا: ''ما بلغ ان تودی زکوته فليس بكنز'' (۸۰) یعنی ''جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز شمار نہیں ہوگا'' ایک اور حدیث میں یہ بات یوں مروی ہے ''ان الله لم يفرض الزكوة الا ليطيب بها ما بقى من اموالكم'' (۸۱) یعنی ''اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ صرف اس لیے ہی فرض کی ہے کہ اس کے ذریعہ تمہارے باقی اموال کو پاک کر دے''

۶۔ ارشاد ہوتا ہے ﴿وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (۸۲)

یعنی ''اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آئے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا ہونا ثابت کر دے اور ان کافروں کی بنیادوں کو کاٹ ڈالے''...... اس آیت میں غزوہ بدر کی طرف اشارہ ہے لیکن اس بارے میں مفصل معلومات حدیث ہی میں مذکور ہیں۔

۷۔ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ (۸۳) یعنی ''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، لڑکے کو حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہیں'' لیکن حدیث میں احکام وراثت کے بارے میں یہ مزید وضاحت ملتی ہے کہ اختلاف مذہب اور قتل موانع ارث ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ''لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم'' (۸۴) یعنی ''مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا'' اسی طرح باپ کا قاتل بھی میراث کا حقدار نہیں ہے''...... ''لا ميراث لقاتل''

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



۸۔﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللهِ﴾[۸۵]

یعنی جو مرد اور عورت چوری کرے ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو، ان کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے...... اس آیت میں قطع ید کا حکم عام ہے لیکن یوں تخصیص و تحدید کر دی ہے: "تقطع يد السارق فى ربع دينار فصاعدا"[۸۶] یعنی "چور کا ہاتھ ربع دینار یا اس سے زیادہ مالیت کی چوری پر کاٹا جائے" اسی طرح حقیقی مفسر قرآن آں صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ مقید فرمایا ہے۔ علامہ شاطبیؒ "ید" کے معنی اور مال مسروق کی مقدار وغیرہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فذلك هو المعنى المراد من الاية لا ان نقول ان السنة أثبتت هذه الاحكام دون الكتاب"

یعنی "سنت کی یہ تشریح درحقیقت آیت کا مفہوم و مدعا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ سنت نے یہ احکام قرآن کے علاوہ دیئے ہیں"۔

۹۔﴿ فَمَا لَهُمْ لاَ يُؤْمِنُوْنَ وَ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لاَيَسْجُدُوْنَ﴾[۸۷] یعنی "پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے، جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے" بظاہر یہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو سننے والا خواہ جنبی ہو یا بے وضو، حمام میں ہو یا مسجد میں یا کہ بازار میں، بہر حال سجدہ کرے، مگر بالاتفاق اس آیت کا یہ عمومی حکم احادیث کی بنا پر خاص ہے۔ قاضی ابوبکر الجصاصؒ فرماتے ہیں:

"ظاهره يقتضى ايجاب السجود عند سماع سائر القرآن الا انا خصصنا منه ماعدا مواضع السجود"[۸۸]

یعنی "اس آیت کا ظاہر سارے قرآن کو سننے کے وقت سجدہ کو واجب قرار دیتا ہے لیکن ہم اس سے مواضع سجود کو خاص کرتے ہیں"

اور امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں "فان هذه الأية تامر بالسجود اذا قرئ عليه او غيرها"[۸۹] یعنی "یہ آیت سجدہ کا حکم دیتی ہے کہ جب یہ آیت پڑھی جائے یا اس کے علاوہ اور کوئی آیت پڑھی جائے"

پس حکم سجدہ کی اس آیت میں، خبر واحد سے عمومی حکم کی تخصیص معلوم ہوئی۔

۱۰۔﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾[۹۰] یعنی "یقیناً مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



(قمری) مہینے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے (اسی روز سے) ان میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں"......بظاہر اس آیت میں ان چار ماہ کا ذکر اجمالا آیا ہے، جن میں لڑائی جھگڑا کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ قرآن کریم میں نہ تو تمام مہینوں کے نام مذکور ہیں اور نہ ہی ان "حرام" چار ماہ کی تفصیل موجود ہے، البتہ اس کی تفصیل احادیث میں ضرور ملتی ہے، لہٰذا وہ حدیث اس آیت کی شارح ہوئی۔

جناب خالد مسعود صاحب کی تقسیم کے مطابق غالباً حدیث کی یہ تیسری قسم ہے، لیکن ہم آں موصوف بلکہ حلقہ فراہی کے جملہ وابستگان سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ حدیث کی اس تیسری قسم کہ جن کے متعلق قرآن میں کوئی صریح نص وارد نہیں ہوئی ہے، کے متعلق یہ کس طرح فیصلہ کیا جائے گا کہ اس قسم کے احکام کی تفصیلات یا شرح اور اضافوں کا قرآن "متحمل ہے" بھی یا نہیں؟ کیا محض ظن ویقین اور مقتضائے عقل وطبائع (بالفاظ دیگر انکل وقیاس) کی بنیاد پر یہ طے کیا جائے گا؟ یا اس کے لیے ان حضرات کے پاس کوئی ٹھوس دلیل اور اصول وضوابط بھی موجود ہیں؟

## (۳)۔ قرآن سے زائد احکام ومضامین والی احادیث

ایسی احادیث جو مستقل ہیں اور کسی قرآنی آیت کی شرح وتفسیر یا تائید وحمایت میں وارد نہیں ہوئی ہیں۔ یہ احادیث قرآن سے زائد مضمون اور احکام پر مشتمل ہیں اور بظاہر قرآن ان سے خاموش ہے۔ سنت سے ثابت شدہ ان احکام کے بارے میں یہ کہنا بجا اور قطعی طور پر درست ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی اصل قرآن کریم میں ضرور موجود ہے خواہ ہم اپنی کم علمی کی بنا پر اس پر مطلع نہ ہو سکیں۔

علامہ شاطبیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"سنت معنوی اعتبار سے کتاب اللہ کی طرف ہی راجع ہے۔ دراصل یہ "الکتاب" کے اجمال کی تفصیل، اس کی مشکلات کا بیان اور اس کے اختصار کا بسط ہے۔ چونکہ سنت قرآن کی شرح وتفسیر ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ لہٰذا سنت میں ایسی کوئی چیز نہ ملے گی جس کے معنی پر قرآن اجمالاً یا مفصلاً دلالت نہ کرتا ہو"(۹۱)

امام شافعیؒ بصراحت فرماتے ہیں:

"ما سنّ رسول الله ﷺ فيما ليس فيه نص كتاب، فمنهم من قال: جعل الله له بما افترض من طاعته، وسبق في علمه من توفيقه لرضاه: أن ليس فيما ليس فيه نص

© rasailojaraid.com


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



کتاب: ومنهم من قال: لم يسن سنة قط الا ولها اصل فى الكتاب، كما كانت سنته لتبين عدد الصلاة وعملها، على اصل جملة فرض الصلاة وكذلك ماسن من البيوع وغيرها من الشرائع، لان الله قال: ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ وقال: ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوا﴾ فما احل وحرم فانما بين الله ومنهم من قال: القى فى روعه كل ما سن، وسنته الحكمة: الذى القى فى روعه عن الله فكان ما القى فى روعه سنته"(٩٢)

آں رحمہ اللہ اس سے ذرا پہلے فرما چکے ہیں:

"وما سن رسول الله ﷺ فيما ليس فيه حكم فحكم الله. سنة وكذلك اخبرنا الله فى قوله: ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ صِرَاطِ اللَّهِ﴾ الآية ـ وقد سن رسول الله ﷺ مع كتاب الله وسن فيما ليس فيه بعينه نص كتاب وكل ما سن فقد الزمنا الله اتباعه وجعل فى اتباع طاعته وفى العنود عن اتباعها معصيته التى لم يعذر بها خلقا ولم يجعل له من اتباع سنن رسوله مخرجا لما وصفت وما قال رسول الله ﷺ اخبرنا سفيان عن سالم ابوالنضر مولى عمر بن عبيدالله سمع عبيدالله بن ابى رافع يحدث عن ابيه ان رسول الله ﷺ قال: لا الفين احدكم متكئا على اريكته ياتيه الامر من امرى فما امرت به او نهيت فيقول لا ادرى ما وجدنا فى كتاب الله اتبعناه"(٩٣)

آں رحمہ اللہ ایک اور مقام پر مزید فرماتے ہیں:

"كل ماسن رسول الله ﷺ مع كتاب الله من سنة نهى موافقته كتاب الله فى النص بمثله وفى الجملة بالتبيين عن الله والتبيين يكون اكثر تفسيرا من الجملة وماسن مما ليس فيه نص كتاب الله فبفرض الله طاعته عامة فى امره تبعناه"(٩٤)

امام شافعیؒ کے اس موقف کو حافظ محمد گوندلویؒ(٩٥) نے بہت تفصیل کے ساتھ توقیرا نقل کیا ہے۔ کچھ مزید تفصیل اعلام الموقعین(٩٦) لابن قیمؒ میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


## حواشی وحوالہ جات

(۳۸) الشافعی ص ۲۸، ۲۹ (۳۹) حیات ابن تیمیہ مؤلفہ شیخ ابوزھرہ مصر بحوالہ الرسائل والمسائل لابن تیمیہ ج ۷ ص ۲۰ مع تعلیقات الشیخ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ص ۴۷۶ (۴۰) رسالہ "تدبر قرآن" لاہور عدد شمار ۱۳ ص ۱۳، ۱۵ مجریہ فروری ۱۹۸۵ء ملخصاً (۴۱) الانعام ۱۵۳ (۴۲) السنۃ للمروزی ص ۵، تحفۃ الاشراف لمعرفۃ الأطراف للمزی ج ۷ ص ۲۵، ۴۹ (۴۳) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۵۰ (۴۴) الاسرآء ۳۱ (۴۵) الفرقان ۶۸ (۴۶) الممتحنۃ ۱۲ (۴۷) الاسرآء ۳۲ (۴۸) لقمان ۱۳ (۴۹) یونس ۶۶ (۵۰) الاسرآء ۲۲ (۵۱) ۳۹ (۵۲) الشعرآء ۲۱۳ (۵۳) ق ۲۶ (۵۴) متفق علیہ (۵۵) النسآء ۲۹ (۵۶) النسآء ۸۰ (۵۷) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۱۱ (۵۸) نفس مصدر ج ۱۳ ص ۲۴۹ (۵۹) رسالہ تدبر لاہور عدد ۷ ۳ ص ۳۶ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء (۶۰) النسآء ۱۰۴ (۶۱) البقرہ ۴۳، ۸۳، ۱۱۰ (۶۲) البقرہ ۱۸۳ (۶۳) البقرۃ ۱۸۷ (۶۴) آل عمران ۹۷ (۶۵) البقرۃ ۱۹۷ (۶۶) الحج ۲۹ (۶۷) التوبۃ ۴۱ (۶۸) التوبۃ ۱۱۱ (۶۹) کتاب السنۃ للمروزی ص ۳۱ ملخصا (۷۰) النحل ۴۴ (۷۱) مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۲۲ (۷۲) المائدۃ ۶ (۷۳) احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۴۰۲ (۷۴) نفس مصدر ج ۲ ص ۴۰۵ (۷۵) البقرۃ ۲۳۱ (۷۶) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۲ (۷۷) عبس ۱، ۲ (۷۸) التوبۃ ۱۱۸ (۷۹) التوبہ ۳۴ (۸۰) سنن ابو داؤد مع عون المعبود ج ۲ ص ۴ (۸۱) نفس مصدر ج ۲ ص ۵۰، المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۳۳۳ وصححہ الذہبی (۸۲) الانفال ۷ (۸۳) النساء ۱۱ (۸۴) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۲ ص ۵۰ (۸۵) المائدۃ ۳۸ (۸۶) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۲ ص ۹۶، سنن ابو داؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۸۴، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱۲ ص ۳۳۰، الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۱۴ وغیرہ (۸۷) الانشقاق ۲۱ (۸۸) احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۵۸۰ (۸۹) مجموعۃ الفتاوٰی لشیخ الاسلام ج ۲۳ ص ۱۵۴ (۹۰) التوبۃ ۳۶ (۹۱) الموافقات للشاطبیؒ ج ۴ ص ۹ (۹۲) الرسالۃ للامام الشافعی ص ۹۱ (۹۳) نفس مصدر ص ۸۸ (۹۴) نفس مصدر ص ۲۱۲ (۹۵) بغیۃ الفحول بشرح مختصر الأصول ص ۸۳ (۹۶) اعلام الموقعین لابن قیم ج ۱ ص ۴۱

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ